THE LIFE AND CHARACTER OF THE HOLY PROPHET
(A STUDY IS THE LIGHT OF NAHJ UL BALAGHAH)

By: ***Prof. Dr. Roshan Ali***

Key Words: *Injustice, Atheism and polytheism, life, role model, Prophets, light, Education and Upbringing.*

Abstract

God is the creator of human beings into which he has breathed His soul and made His vice-regent. He taught them what they knew not. He then gave them knowledge and law (Sharia) so that they may not go astray. With the growth of human population, difference among human beings increased to coup with those growing differences, God sent down prophets with religious, The chain of prophet hood came to end with our Prophet God gave the Prophet Holy Quran which is guide to all human beings. The arrival of the Prophet was in fact the arrival of Islam which replaced all previous religious system and breathed into human a soul that created feelings of Love and mercy is their hearts. Monotheism replaced atheism and polytheism. In this article, an attempt has been made to present the life and character of the Holy Prophet in the light of Nahaj al Balaghah.

نبی کریم ﷺ کی سیرت و کردار
(نہج البلاغہ کی روشنی میں ایک مطالعہ)

پروفیسر ڈاکٹر روشن علی*
roshanali007@yahoo.com

کلیدی کلمات: بعثت، ظلم، کفر و شرک، سیرت، نمونہ عمل، انبیاء، نور، تعلیم وتربیت، ختم نبوت۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے جس میں اُس نے اپنی روح پھونکی اور اسے مسجود ملائکہ قرار دیکر اپنا نائب بنایا اور اسے وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ پھر اس کو علم و شریعت عطا کی تاکہ وہ گمراہی سے محفوظ رہے۔ انسانوں کی تعداد میں اضافے کے ساتھ ان میں اختلافات بھی پیدا ہونے لگے۔ اللہ نے ان کے اختلافات کو مٹانے کے لیے اپنی طرف سے انبیاء کرام کو دین دے کر بھیجا۔ انبیاء کرام کی آمد کا یہ سلسلہ آنخضرتؐ پر ختم ہوا۔ اللہ نے آپؐ کو قرآن جیسی کتاب عطا کی جو تمام بنی نوع انسان کے لیے ہدایت ہے۔ آپؐ لوگوں کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لے آئے۔ در حقیقت نبی کریمؐ کی آمد دین اسلام کی آمد تھی، جس نے تمام باطل ادیان کے فرسودہ نظام کو بدل کر رکھ دیا اور انسانوں کے اندر ایک ایسی روح پھونک دی، جس نے آپس میں محبت و اُلفت کے جذبوں کو پروان چڑھایا، خانہ خدا جہاں شرک و بت پرستی کی آلودگیوں سے صاف ہوا، وہاں ہر طرف توحید کے نغموں کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ کھوئی ہوئی انسانیت کو دوبارہ زندگی ملی۔ اس مقالے میں نبی کریمؐ کی سیرت و کردار کو نہج البلاغہ کی روشنی میں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے اور بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد آپؐ کی سیرت و کردار کو اُجاگر کیا ہے۔

---

*۔ اسسٹنٹ پروفیسر اسلام آباد، ماڈل کالج برائے طلبہ، F-10/3، اسلام آباد

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیگر ضروریات کے علاوہ دو ایسی بنیادی ضرورتوں کا محتاج بنایا ہے، جن سے دست کش ہو کر وہ شاہراہ حیات پر ایک قدم بھی نہیں چل سکتا ہے۔ ایک طرف اسے بقائے حیات کی خاطر اشیاء کے حصول کی ضرورت ہے، جو اس کی مادی اور جسمانی حوائج کی تکمیل کریں۔ دوسری طرف وہ مقصد تخلیق کی تکمیل کے لئے ایسی ہدایت اور رہنمائی کا محتاج ہے، جس سے وہ اخلاقی، تمدنی اور روحانی زندگی کی لذتوں سے بہرہ مند ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ان دونوں ضرورتوں کو بطور احسن پورا کیا ہے۔ بقائے حیات اور دیگر مادی اور جسمانی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے اس نے کرہ ارض میں مختلف وسائلِ معیشت کا ایک لامتناہی خزانہ ودیعت فرمادیا۔ انسان نے اپنے عقل وتدبر کو کام میں لاتے ہوئے ہر دور میں اپنی ضروریات کے مطابق ہر چیز کائنات کے سینے سے اگلوائی ہے۔ اگر انسانی حیات کا مقصد پہلی ضروریات کی تکمیل تک محدود رہتا توانسان ہر گز اشرف المخلوقات کہلانے کا حقدار نہیں تھا، اس لئے کہ دوسری جاندار مخلوق بھی اپنی زندگی کی بقاء کے لئے کم وبیش اپنی مادی ضرورتوں کی محتاج ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ انسان کو دیگر مخلوقات عالم سے منفرد وممتاز کرنے کے لئے باقاعدہ ہدایت اور مستقل رہنمائی کا نظام قائم کرنا اس کی فطری ضرورت تھی۔ چنانچہ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی پیدائش سے ہی اپنے انبیاء ورسل علیہم السلام کا ایک طویل سلسلہ قائم رکھا تاکہ انسان اپنی ذاتی اور کائنات کی معرفت کے ساتھ ساتھ معرفت الٰہی بھی حاصل کرسکے اور یوں وہ زندگی کی حقیقت، اس کے مفہوم اور اس کے اعلیٰ مقاصد سے آشنا ہو۔ اس کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "اور بتحقیق ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی بندگی سے اجتناب کرو۔ پھر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض کے ساتھ ضلالت پیوست ہو گئی۔ لہٰذا تم لوگ زمین پر چل پھر کر دیکھو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا تھا۔"

اس طویل سلسلہ کی آخری کڑی ہمارے پیارے نبی، خاتم الانبیاء والرسل سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، جس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے رسول اور نبیوں میں سے آخری نبی ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔"

اسی طرح امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام آپؐ کی ختم نبوت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس وقت بھیجا جبکہ رسولوں کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور لوگوں میں جتنے منہ تھے اتنی باتیں تھیں۔ چنانچہ آپؐ کو سب رسولوں سے آخر میں بھیجا اور آپؐ ہی کے ذریعے وحی کا سلسلہ ختم کیا۔ آپؐ نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، ان لوگوں سے جو اس (اللہ) سے پیٹھ پھیرے ہوئے تھے اور دوسروں کو اس کا ہم سر ٹھہرا رہے تھے۔"

سرزمین حرم کا حال دیکھیں تو بے دینی کی کوئی رسم نہیں تھی جو ادا نہ کی جاتی ہو۔ فواحش کی کوئی صورت نہیں تھی جو اپنائی نہ جاتی ہو۔ جنگ وجدال اور قتل وغارت، لوٹ کھسوٹ، ظلم وستم کے خون آشامناظر قدم قدم درپیش تھے، شراب نوشی اور بدکاری قابل ستائش کارنامے شمار ہونے لگے اور معصوم بچیوں کو زندہ درگور کرنا عزت نفس اور عظمت وشرافت سمجھا جانے لگا۔ جس کی طرف قرآن کریم میں اس طرح اشارہ ہوا ہے:

ترجمہ: "اور جب زندہ درگور کی جانے والی بچی سے پوچھا جائے گا کہ اسے کس جرم میں قتل کیا گیا ہے۔"

اس وقت فتنہ وفساد کی ان گھٹاؤں میں امید کا کوئی ستارہ نظر نہیں آرہا تھا، ظلم وجہالت کی ہولناک آندھیوں میں کرامتِ انسانی تیرگی کا شکار ہو رہی تھی۔ لیکن یہ قانونِ قدرت ہے کہ جب خزاں رسیدہ چمن کی ویرانیاں حد سے بڑھنے لگیں تو بہار کی پرکیف وجانفزا ہوائیں، گلشن ارضی میں

شادابیاں لاتی ہیں، جب موسم گُل کی آمد ہوتی ہے تو مردہ درختوں کی خشک ٹہنیوں پر لہلاتی کونپلیں پھوٹتی ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے چمن در چمن پھولوں کی مہک کے قافلے کائنات کو دلفریب دھن بناتے چلے جاتے ہیں۔ عین اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایسے مردہ معاشرہ کو زندہ کرنے کے لیے اپنے حبیبؐ کو بھیجا۔ ان واقعات و حالات کی نشاندہی کرتے ہوئے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: "اللہ تبارک و تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا عالمین کا ڈرانے والا اور اپنی تنزیل و وحی کا امین بنا کر۔ اے گروہ عرب! اُس وقت تم بد ترین دین پر تھے اور بد ترین گھروں میں رہتے تھے۔ تم کھردرے پتھروں اور زہریلے سانپوں میں زندگی گزارا کرتے تھے۔ تم گندا پانی پیتے تھے۔ لوٹا جھوٹا کھاتے تھے۔ تم ایک دوسرے کا (ناحق) خون بہایا کرتے تھے۔ قریبی رشتہ داروں سے قطع رحمی کیا کرتے تھے۔ تمہارے درمیان بت گھڑے ہوئے تھے اور گناہ تم سے چمٹے ہوئے تھے۔"

بالکل اسی طرح جب تاریخ انسانی کی یہ طویل ترین شبِ ظلمت اپنی انتہا کو پہنچی، تو مشیت الٰہی نے ایسی صبح کا اہتمام فرمایا، جو قیامت تک پھیلنے والی روشنی کی نقیب تھی، افق عالم پر وہ نورانی کرن چمکی جس کی ایک جھلک نے ہزاروں سالوں سے بھڑکی ہوئی آگ کے شعلوں کو خاکستر کر کے رکھ دیا، کسریٰ ایران کا وسیع و عریض اور قلعہ نما محل اپنی پائیداری، مضبوطی اور استحکام کے باوجود ایک ہیبت ناک آواز کے ساتھ پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے، جن کا عام حالات میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ساوا کا دریا جو کئی سالوں سے بہتا تھا اور لوگوں عبادت کا مرکز بنا ہوا تھا یکسر خشک ہو گیا۔ یہ وہی ذات مقدس تھی جنہیں ہم سرکار دوعالم، صاحب لولاک، خاتم الانبیاء والمرسلین وغیرہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ درحقیقت سرکار دوعالم کی آمد، دین اسلام کی آمد تھی، جس نے تمام باطل ادیان کے فرسودہ نظام بدل کرر کھ دیئے۔ پس اس صفحہ ہستی پر نئی الٰہی تہذیب و تمدن نے جنم لیا۔ انسانوں کے اندر ایک ایسی روح پھونک دی، جس نے آپس میں محبت و مروت کے جذبوں کی نشوونما کی۔ شرک و بت پرستی کی آلودگیوں سے صاف ہوا اور ہر طرف توحید ربانی کے نغموں کی صدائیں بلند ہو گئیں۔ اسی کیفیت کو حضرت علی علیہ السلام اس طرح بیان کرتے ہیں:

ترجمہ: "اللہ نے اپنے رسولؐ کو چمکتے ہوئے نور، روشن دلیل، کھلی ہوئی راہ شریعت اور ہدایت دینے والی کتاب کے ساتھ بھیجا۔ ان کا قوم و قبیلہ بہترین قوم و قبیلہ ہے۔ ان کا شجرہ بہترین شجرہ ہے، جس کی شاخیں سیدھی اور پھل جھکے ہوئے ہیں۔ ان کا مولد مکہ، اور ہجرت کا مقام مدینہ ہے کہ جہاں سے آپ کا بول بالا ہوا اور آپ کا آواز چار سو پھیلا۔ اللہ نے آپ کو مکمل دلیل اور، شفا بخش نصیحت، اور (پہلی جہالتوں کی) تلافی کرنے والا پیغام دے کر بھیجا۔ اور ان کے ذریعے سے (شریعت کی) راہیں آشکارا کیں اور غلط بدعتوں قلع قمع کیا، اور قرآن و سنت میں بیان کئے ہوئے احکام واضح کئے۔" (1)

اسی طرح قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "اپنے رسولوں کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اسی نے بھیجا تاکہ اسے ہر دین پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو برا ہی لگے۔" (2)

اسی طرح امام المتقین امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: "اللہ سبحانہ نے آپ ﷺ کو اس وقت بھیجا جب لوگ گمراہی میں سرگرداں تھے فتنوں میں ہاتھ پاؤں مار رہے تھے، خواہشات نے انہیں بہکا دیا تھا اور غرور نے ان کے قدموں میں لغزش پیدا کر دی تھی، جاہلیت نے انہیں سبک سر بنا دیا تھا اور وہ غیر یقینی حالات اور جہالت کی بلائوں میں حیران و سرگرداں تھے۔ آپ ﷺ نے نصیحت کا حق ادا کر دیا، سیدھے راستے پر چلے اور لوگوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ کی طرف دعوت دی۔"

نبی کریم ﷺ کا سلسلہ نسب اور شخصیت

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی سلسلہ نسب اور شخصیت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ: "انبیاءؑ کرام کو پروردگار نے بہترین مقامات پر ودیعت رکھااور بہترین منزل میں ٹھہرایا، وہ بلند مرتبہ صلبوں سے پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل ہوتے رہے، جب ان میں سے کوئی گزرنے والا گزر گیا، تو دین خدا کی ذمہ داری بعد والے نے سنبھال لی، یہاں تک کہ یہ الہٰی شرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا۔اس (اللہ) نے انہیں، (محمدؐ کو) بہترین نشو ونما والے معدنوں اور ایسی اصلوں سے جو پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہت باوقار تھیں، پیدا کیا۔اس شجرہ سے جس سے بہت سے انبیاء پیدا کیے اور اپنے امین منتخب فرمائے۔پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت، بہترین عترت ہےاور آپؐ کا خاندان شریف ترین خاندان ہے۔آپؐ کا شجرہ وہ بہترین شجرہ ہے، جو سرزمین حرم پر اُگا ہے اور بزرگی کے سایہ میں پروان چڑھا ہے، اس کی شاخیں بہت طویل ہیں اور اس کے پھل انسانی دسترس سے بالاتر ہیں۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے والدین تک پاک و مطہر اصلاب سے منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ آپؐ کا نورانی وجود اس دنیا میں آیا۔اسی طرح حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "نبی ﷺ نے فرمایا: میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور میں کبھی کسی ناپاک رحموں سے پیدا نہیں ہوا ہوں آدمؑ سے لے کر اپنے ماں باپ تک۔" (3)

یہی وہ شجرہ طیبہ ہے جس کی مثال اللہ تعالیٰ نے اس انداز میں ذکر فرمائی ہے۔

ترجمہ: "کیا تم نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسی مثال پیش کی ہے کہ کلمہ طیبہ شجرہ طیبہ کی مانند ہے، جس کی جڑ مضبوط گڑی ہوئی ہے اور اس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل دے رہا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں اس لیے دیتا ہے تاکہ لوگ نصیحتیں حاصل کریں۔" (4)

رسول کریمؐ کی تربیت کا انتظام

رسول کریم ﷺ کی تربیت خود خداوند متعال نے کی ہے، جس کے متعلق حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دودھ بڑاہی کے وقت ہی سے فرشتوں میں سے ایک عظیم الشان فرشتے (روح القدس) کو آپ کے ساتھ لگا دیا تھا۔جوآپ کو ہر روز دن و رات عظیم خصلتوں اور پاکیزہ سیرتوں کی راہ پر لے چلتا تھا۔'' حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیہ مبارکہ: ''وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا۔۔۔الآیہ کے ذیل میں فرماتے ہیں: ''خدا کی قسم! اللہ نے جبرئیل اور میکائیل سے بڑھ کر ایک اور مخلوق کو خلق کیا ہے جو ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتی تھی اور آپؐ کو آگاہی اور راہنمائی کرتی تھی اور وہ مخلوق آپ ﷺ کے بعد ائمہ کے ساتھ بھی ہے۔'' اسی طرح آپ ﷺ سے ایک حدیث میں مروی ہے کہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا ہے اور اس نے مجھے بہترین ادب سکھایا ہے۔'' (5)

آپ ﷺ سراپا ہدایت ہیں

امیر المؤمنین حضرت علی ابن طالب علیہ السلام آپؐ کی سیرت اور ذات گرامی کو سراپا ہدایت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: " آپؐ پرہیزگاروں کے امام اور ہدایت حاصل کرنے والوں کے لیے (سرچشمہ) بصیرت ہیں۔آپؐ ایسا چراغ ہیں جس کی روشنی لو دیتی ہے۔آپؐ ایسا روشن ستارہ ہیں جس کا نور ضیا پاش ہے۔آپؐ ایسا چقماق ہیں جس کی ضو شعلہ فشاں ہے۔آپؐ کی سیرت (افراط و تفریط سے بچ کر) سیدھی راہ پر چلنا ہے اور ان کی سنت (سراپا)ہدایت ہے۔آپؐ کا کلام حق و باطل کا فیصلہ کرنے والا ہے۔آپؐ کا حکم عین عدل ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس وقت بھیجا کہ جب رسولوں کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا۔بد عملی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی، امتوں پر غفلت چھائی ہوئی تھی۔"(6)

دلوں کی تالیف

امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نبی کریم ﷺ سیرت و کردار کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: :"اللہ نے آپؐ کے ذریعہ کینوں کو دفن کر دیا اور عداوتوں کے شعلے بجھا دیئے۔لوگوں کو بھائی بھائی بنا دیا اور کفر کی برادری کو منتشر کر دیا۔ذلیل سمجھے جانے والوں کو با عزت بنا دیا اور کفر کی عزت پر اکڑنے والوں کو ذلیل کر دیا ،آپؐ کا کلام شریعت کا بیان اور آپ کی خاموشی احکام کی زبان ہے۔" (7)

یقیناخداوند متعال نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے ذریعے متحد کیاان کو ایمان سے نوازااسی طرح ان کے دلوں میں الفت و محبت پیدا کی۔ کینہ ، حسد اور دشمنی سے ان کے سینوں کو پاک کر دیا۔اسی طرح ایک حدیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے کہ علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیاہدایت ہماری وجہ سے ہوئی ہے یا کسی ہمارے غیر کی وجہ سے ہوئی ہے ؟توآپ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:"بلکہ ہدایت اللہ کی طرف قیامت تک ہماری وجہ سے ہوئی ہے۔ ہماری وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کو شرک و گمراہی سے بچالیاہے،اور ہماری وجہ سے ہی اللہ تعالی نے ان کو فتنہ کی گمراہی سے محفوظ رکھاہے،اور ہماری وجہ سے شرک کی گمراہی سے نکل کر بھائی بھائی بن گئے ہیں،اور ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ اختتام کرے گا(اس دنیاکا) جس طرح اس نے ہماری وجہ سے ابتدا کی تھی۔" (8)

بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد

آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے لوگوں کی اخلاقی اور تہذیبی حالت بہت ناگفتہ بہ تھی۔آپ ﷺ نے ان کی حالت بدلی۔اس حوالے سے امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے لوگوں کے حالات اور آپؐ کی عظمت و مقام کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:"آپؐ کی بعثت اس وقت ہو ئی جب لو گ ایسے فتنوں میں مبتلا تھ،ے جن سے ریسمان دین ٹوٹ چکی تھی، یقین کے ستون متزلزل ہو گئے تھے، اصول میں شدید اختلاف تھا اور امور میں سخت انتشار تھا، مشکلات سے نکلنے کے راستے تنگ و تاریک ہو گئے تھے، ہدایت گمنام تھی اور گمراہی برسر عام تھی۔ (9) ایسے حالات میں آپ ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپؐ نے لوگوں کو اندھیرے سے نکالا نور کی طرف لے آئے، تاریکیوں کا خاتمہ کیا،ہدایت کے راستوں کو واضح کیا،جاہل قوم کے درمیان علوم کی ندیاں بہائیں تو یہ جاہل قوم عالم بن گئی،گمراہ قوم ہادی بن گئی،ظالم قوم رحمدل اور شفیق بن گئی۔قرآن کریم میں اسی ہدایت کے بارے میں ارشاد ہے:

ترجمہ:"جس سے خدااپنی رضاپر چلنے والوں کو نجات کے راستے دکھاتاہے اور اپنے حکم سے انہیں اندھیرے (اور ظلمتوں) میں سے نکال کر (نوراور)روشنی کی طرف لے جاتاہے اوران کو سیدھے راستہ پر چلاتاہے۔" (10)

اسی طرح ایک اور مقام پر بعثت سے پہلے لوگوں کے حالات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وقت بھیجا جبکہ لوگ گمراہیوں میں چکر کاٹ رہے تھے اور حیرانیوں میں غلطان و پیچان تھے۔ہلاکت اور تباہی و بربادی کی مہاریں انہیں کھینچ رہی تھیں اور زنگ و کدورت اور نفرت کے تالے ان کے دلوں پر لگے ہوئے تھے۔(11)۔آپ ﷺ نے پست معاشرہ کو عظمت بخشی۔اس حوالے سے امیر المؤمنین علی ابن طالب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:"اللہ سبحانہ نے آپ ﷺ کو اپنی رسالت کی پیغام رسانی اور امت کی عظمت و سرفرازی کا ذریعہ قرار دیا،اہل عالم کے لیے بہار اور مددگاروں کے لیے رفعت وبلندی وانصار کی عزت وشرافت کا سبب قرار دیا۔(12) اس سے صاف ظاہر ہوتاہے کہ آپ ﷺ ہی نے امت

کو عزت و عظمت بخشی اور آپؐ ہی نے اسلامی معاشرہ کو سربلندی عطا کی۔اسی طرح ایک مقام پر نبی کریم ﷺ کی بعث کے وقت لوگوں کی کیفیت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ:''پھر یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محمد ﷺ کو اس وقت حق کے ساتھ مبعوث کیا جبکہ فنا نے دنیا کے قریب ڈیرے ڈال دیئے اور آخرت سر پر منڈلانے لگی،اس کی رونقوں کا اجالا اندھیرے سے بدلنے لگا اور اپنے رہنے والوں کے لیے مصیبت بن کر کھڑی ہوگئی۔اس کا فرش درشت وناہموار ہوگیا اور فنا کے ہاتھوں میں باگ ڈور دینے کے لیے آمادہ ہوگئی۔یہ اس وقت کہ جب اس کی مدت اختتام پذیر اور (فنا کی) علامتیں قریب آگئیں۔اس کے بسنے والے تباہ اور اس حلقے کی کڑیاں الگ ہونے لگیں۔اس کے بندھن پراگندہ اور نشانات بوسیدہ ہوگئے۔اس کے عیب کھلنے لگے اور پھیلے ہوئے دامن سمٹنے لگے۔اللہ نے آپ کو پیغام رسانی اور امت کی سرفرازی کا ذریعہ اہل عالم کے لیے بہار اور یاوانصار کی رفعت وعزت کا سبب قرار دیا۔'' (13)

آپ ﷺ کی بعثت کی برکت سے شیطان مایوس ہوگیا اور اس نے ایک چیخ ماری،اس کیفیت کو حضرت علی علیہ السلام یوں بیان کرتے ہیں کہ "جب آپ ﷺ پر (پہلے پہل) وحی نازل ہوئی تو میں نے شیطان کی ایک چیخ سنی،جس پر میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ یہ آواز کیسی ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ یہ (آواز) شیطان (کی) ہے،جو اپنے عبادت کئے جانے سے مایوس ہوگیا ہے۔" (14)

نماز کی پابندی اور برقراری

قرآن کریم میں ارشاد رب العزت ہے:

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔(15)

ترجمہ:''اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہیں۔''

اسی حکم کی روشنی میں ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نہ تنہا خود نماز کی پابندی کیا کرتے تھے،بلکہ دوسروں کو بھی اس کی پابندی کا حکم دیتے۔اس کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ:''رسول اللہ ﷺ باوجودیکہ کہ انہیں جنت کی نوید دی جاچکی تھی بکثرت نماز پڑھتے تھے،اپنے کو زحمت وتعب میں ڈالتے تھے۔ چونکہ انہیں اللہ کا ارشاد تھا کہ "اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو"،چنانچہ حضرت اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید بھی فرماتے تھے اور خود بھی اس کی بجاآوری میں زحمت ومشقت برداشت کرتے تھے۔'' (16)

حکمت ودانائی کی تعلیم

نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو جہالت سے نکالا اور انہیں حکمت ودانائی کی ایسی تعلیم دی کہ جاہل عالم بن گئے،مریض حکیم بن گئے۔مولائے متقیان امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام رسول کریم ﷺ کی اس سیرت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:''نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو سمجھانے بجھانے کا پورا حق ادا کیا۔خود سیدھے راستے پر جمے رہے اور حکمت ودانائی اور اچھی نصیحتوں کی طرف انہیں بلاتے رہے۔'' (17) نیز آپ ﷺ نے ہمیشہ لوگوں کی ہدایت میں حکمت سے کام لیا اور جہاں موقعہ ملتا وہاں لوگوں کو نصیحت کرتے تھے۔اکثر اوقات ان کے پاس چل کر جاتے تھے اور بار بار جاتے تھے تاکہ کوئی انسان گمراہ نہ رہے۔اس کے متعلق حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ:''آپ ﷺ وہ طبیب تھے جو اپنی طبابت کو لیے ہوئے چکر لگا رہا ہو،جس نے اپنے مرہم کو درست کر لیا ہو اور داغنے کے آلات کو تپا لیا ہو،وہ اندھے دلوں،بہرے کانوں گونگی زبانوں (کے علاج معالجہ) میں جہاں ضرورت ہوتی ہے،ان چیزوں کو استعمال میں لاتا ہو اور دوا لیے ایسے غفلت زدہ اور حیرانی وپریشانی کے مارے ہوؤں کی کھوج میں لگا رہتا ہو۔''(18)

آپ ﷺ کی تبلیغ کا اثر یہ تھا کہ بقول امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام: ''ان کی طرف نیک لوگوں کے دل جھکا دیئے گئے تھے اور نگاہوں کے رخ موڑ دیئے گئے تھے۔ خدا ان کی وجہ سے فتنے دبا دیئے اور عداوتوں کے شعلے بجھا دیئے۔ بھائیوں میں الفت پیدا کر دی۔ جو کفر میں اکٹھے تھے انہیں علیحدہ علیحدہ کر دیا تھا۔ اسلام کی پستی و زلت کو عزت بخشی، اور کفر کی عزت وبلندی کو ذلیل کر دیا۔ ان کا کلام شریعت کا بیان اور سکوت احکام کی زبان تھی۔'' (19)
اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مبلّغ کا مقام و مرتبہ عطا کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے لیے جنت کی خوشخبری سنانے والا (بشیر) اور خطرناک انجام اور حالات واقعات سے متنبہ کرنے والا اور جہنم سے ڈارنے والا (نذیر) بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام رسول کریم کے بشیر نذیر ہونے کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا، اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ آپؐ بچپنے میں بھی بہترین خلائق اور سن رسیدہ ہونے پر بھی شرف کائنات تھے۔ اور پاک لوگوں میں خصلت کے اعتبار سے پاکیزہ تر تھے۔ جود سخا میں ابر صفت برسائے جانے والوں میں سب سے زائد لگاتار برسنے والے تھے۔" (20)

زہد وورع

امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے زہد وورع کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ: "آپ ﷺ نے اس دنیا کو ذلیل وخوار سمجھا اور پست وحقیر جانا اور یہ جانتے تھے کہ اللہ نے آپ کی شان کو بالاتر سمجھتے ہوئے اس دنیا کو آپ سے الگ رکھا ہے۔ اس دنیا کو گھٹیا سمجھتے ہوئے دوسروں کے لیے اس کا دامن پھیلا دیا ہے۔ لہذا آپ نے دنیا سے دل سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور اس کی یاد کو دل سے بالکل نکال دیا اور یہ چاہا کہ اس کی سج دھج نگاہوں سے اوجھل رہے کہ نہ اس سے عمدہ لباس زیب تن فرمائیں اور نہ کسی خاص مقام کی امید کریں۔ آپ نے پروردگار کے پیغام کو پہنچانے میں سارے عذر اور بہانے برطرف کر دیئے اور امت کو عذاب الٰہی سے ڈراتے ہوئے نصیحت فرمائی۔ جنت کی بشارت سنا کر اس کی طرف دعوت دی اور جہنم سے بچنے کی تلقین کر کے خوف پیدا کرایا۔" (21)
امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام، نبی کریم ﷺ کے زہد و تقوی کو، ایک اور مقام پر اس طرح بیان کرتے ہیں کہ: "آپ ﷺ نے دنیا کو (صرف ضرورت بھر) چکھا اور اسے نظر بھر کر نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ دنیا میں سب سے زیادہ شکم تہی میں بسر کرنے والے اور خالی پیٹ رہنے والے تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے دنیا کی پیش کش کی گئی، تو انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور (جب) جان لیا کہ اللہ نے ایک چیز کو برا جانا ہے تو آپؐ نے بھی اسے برا ہی جانا۔" (22)
آپ ﷺ کی عاجزی کے متعلق حضرت علی علیہ السلام اس طرح ارشاد فرماتے ہیں کہ آپؐ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے جوتی ٹانکتے تھے۔ اپنے ہاتھوں سے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے۔ بے پالان گدھے پر سوار ہوتے تھے اور اپنے پیچھے کسی کو بیٹھا بھی لیتے تھے۔ (23) اسی طرح کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ایک حدیث کے مطابق؛ "جب سے اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا وفات تک کبھی بھی آپ ﷺ نے ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا۔ آپ ﷺ عبد کی طرح کھانا کھاتے تھے، عبد کی طرح بیٹھتے تھے، راوی نے پوچھا ایسا کیوں کرتے تھے تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور تواضع کی خاطر کیا کرتے تھے۔ (24) اسی طرح ایک اور حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام اس طرح فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ عبد کی طرح کھانا کھاتے تھے، عبد کی طرح بیٹھتے تھے، کیونکہ آپ جانتے تھے کہ آپ عبد (خدا) ہیں۔ (25) اسی طرح وسائل الشیعہ میں ایک حدیث مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ص يَرْقَعُ ثَوْبَهُ وَيَخْصِفُ نَعْلَهُ وَيَحْلُبُ شَاتَهُ وَيَأْكُلُ مَعَ الْعَبْدِ وَيَجْلِسُ عَلَى الْأَرْضِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُرْدِفُ وَلَا يَمْنَعُهُ الْحَيَاءُ أَنْ يَحْمِلَ حَاجَةً مِنَ السُّوقِ إِلَى أَهْلِهِ وَيُصَافِحُ الْغَنِيَّ وَالْفَقِيرَ وَلَا يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِ أَحَدٍ حَتَّى يَنْزِعَهَا هُوَ وَيُسَلِّمُ عَلَى مَنِ اسْتَقْبَلَهُ مِنْ غَنِيٍّ وَفَقِيرٍ وَكَبِيرٍ وَصَغِيرٍ وَلَا يُحَقِّرُ مَا دُعِيَ إِلَيْهِ وَلَوْ إِلَى حَشَفٍ۔ (26)

یعنی: "نبی کریم ﷺ اپنے کپڑے خود سیتے تھے، اپنی جوتیوں کو خود ٹانکے لگاتے تھے، بکریوں کا دودھ خود دوہتے تھے، غلاموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے، زمین پر بیٹھتے تھے، گدھے پر سواری کرتے تھے اور کسی کو اپنے ساتھ بٹھاتے تھے، اپنے گھر والوں کے لیے بازار سے جا کر چیزیں لانے میں کوئی حیا محسوس نہیں کرتے تھے، امیر اور غریب دونوں سے مصافحہ کیا کرتے تھے اور ہاتھ کو اس وقت تک نہیں چھوڑتے تھے جب دوسرا بندہ خود نہ چھوڑ دے، جو بھی سامنے آتا تھا اس کو سلام کرتے تھے چاہے وہ امیر ہو یا غریب، بڑا ہو یا چھوٹا، جب بھی کوئی دعوت دی جاتی تھی اس کی تحقیر نہیں کرتے تھے چاہے کوئی بے ذائقہ کھجو ہی کیوں نہ پیش کرتا۔"

آپ ﷺ کی پرہیزگاری کا عالم یہ تھا کہ نہج البلاغہ کے مطابق: "گھر کے دروازے پر (ایک دفعہ) ایسا پردہ پڑا تھا جس میں تصویریں تھیں تو آپ نے اپنی ازواج مین سے ایک کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اسے میری نظروں سے ہٹا دو۔ جب میری نظریں اس پر پڑتی ہیں تو مجھے دنیا اور اس کی آرائشیں یاد آجاتی ہیں۔ آپ نے دنیا سے دل ہٹا لیا تھا اور اس کی یاد تک اپنے نفس سے مٹا ڈالی تھی اور یہ چاہتے تھے کہ اس کی سج دھج نگاہوں سے پوشیدہ رہے تا کہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اسے اپنی منزل خیال کریں اور نہ اس میں زیادہ قیام کی آس لگائیں۔ انہوں نے اس کا خیال نفس سے نکال دیا اور دل سے اسے ہٹا دیا تھا اور نگاہوں سے اسے اوجھل رکھا تھا۔ اسی طرح ہی ہوتا کہ جو شخص کسی بھی شے کو برا سمجھتا ہے تو اسے نہ دیکھنا چاہتا ہے اور نہ ہی اس کا ذکر سننا گوارا کرتا ہے۔" (27)

آپ ﷺ کا دین، آئینِ زندگی

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے اپنے حبیب ختمی مرتبت سید الکونین رسول خدا حضرت محمد مصطفی ﷺ کو قرآن کریم بطور شریعت عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کی شریعت بنی نوع انسان کے لئے آئینِ زندگی ہے۔ اس حوالے سے حضرت علی علیہ السلام قرآن کریم کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

یعنی: "اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی جو سراپا نور رہے، جس کے کی قندلیں گل نہیں ہوتیں۔ وہ ایسا چراغ ہے جس کی لو خاموش نہیں ہوتی۔ وہ ایسا دریا ہے جس کی تھاہ نہیں لگائی جاسکتی۔ وہ ایسی شاہراہ ہے جس میں راہ پیمائی بے راہ نہیں کرتی۔ وہ ایسی کرن ہے جس کی چھوٹ مدہم نہیں پڑتی۔ وہ ایسا حق و باطل میں امتیاز کرنے والا ہے جس کی دلیل کمزور نہیں پڑتی۔۔۔ وہ ایسی منزل ہے کہ جس کی راہ میں کوئی راہرو بھٹکتا نہیں۔ وہ ایسا نشان ہے کہ چلنے والے کی نظر سے اوجھل نہیں ہوتا۔ وہ ایسا ٹیلہ ہے کہ حق کا قصد کرنے والے اس سے آگے گزر نہیں سکتے۔ اللہ نے اسے عالموں کی تشنگی کے لیے سیرابی قرار دیا ہے۔ فقیہوں کے دلوں کے لیے بہار اور نیکوں کی راہ گزر کے لیے شاہراہ قرار دیا ہے۔ یہ ایسی دوا ہے کہ جس سے کوئی مرض نہیں رہتا۔ ایسا نور ہے جس میں تیرگی کا گزر نہیں۔ ایسی رسی ہے کہ جس کے حلقے مضبوط ہیں، ایسی چوٹی ہے کہ جس کی پناہ گاہ محفوظ ہے۔ جو اس سے وابستہ ہو اس کے لیے سرمایہ عزت ہے جو اس کے حدود میں داخل ہو اس کے لیے پیغام صلح و امن ہے۔ جو اس کی پیروی کرے اس کے لیے ہدایت ہے۔ جو اسے اپنی طرف نسبت دے اس کے لیے حجت ہے۔ جو اس کی رو سے بات کرے اس کے لیے دلیل و برہان ہے۔ جو اس کی بنیاد پر بحث و مناظرہ کرے اس کے لیے گواہ ہے۔ جو اسے حجت بنا کر پیش کرے اس کے لیے فتح و کامرانی

ہے۔ جو اس کا بار اٹھائے یہ اس کا بوجھ بٹانے والا ہے۔ جو اسے اپنا دستور العمل بنائے اس کے لیے تیز گام مرکب ہے۔ یہ حقیقت شناس کے لیے ایک واضح نشان ہے۔" (28)

خاتمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہی نمونہ عمل ہے

اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سریت طیبہ کے برجستہ پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے تو انسان اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کے علاوہ کوئی دوسرا شخص آئیڈیل نہیں بن سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد گرامی ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (29) ترجمہ: "(اے پیغمبر) کہہ دیجئے: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا اور اللہ نہایت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

اگر ہم نہج البلاغہ کے خطبات کو دیکھیں تو ہمیں حضرت علی علیہ السلام لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کا فرمان ہے: "پس پیروی کرنے والے کو چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے۔ اور آپ کے نقش قدم پر چلے اور آپ ہی کی منزل میں آئے ورنہ ہلاکت و بربادی سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اللہ نے ان کو (قرب) قیامت کی نشانی بنایا ہے اور (اسی طرح) جنت کی خوشخبری سنانے والا بنایا اور عذاب (جہنم) سے ڈرانے والا قرار دیا ہے۔ دنیا سے آپ بھوکے نکل کھڑے ہوئے اور آخرت میں سلامتیوں کے ساتھ پہنچ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعمیر کے لیے کبھی پتھر پر پتھر نہیں رکھا۔" (30)

اس حوالے سے حضرت علی علیہ السلام مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ: "بیشک تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی پیروی کے لیے کافی ہے۔ آپ کی ذات (گرامی) دنیا کی مذمت اور نقص و عیب اور اس کی رسوائیوں اور برائیوں کی کثرت دکھانے کے لیے رہنما ہے۔ اس لیے کہ اس دنیا کے دامنوں کو آپؐ سے سمیٹ لیا گیا اور دوسروں کے لیے اس کی وسعتیں مہیا کر دی گئیں۔ اور اس (زالِ دنیا کی چھاتیوں سے) آپ کا دودھ چھڑا دیا گیا ہے اور اس کی آرائشوں سے کنارہ کش کر دیا گیا۔" (31) بنابریں: "تم لوگ اپنے پاک و پاکیزہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرو کیونکہ آپ کی ذات پیروی کرنے والوں کے لیے بہترین نمونہ عمل ہے اور صبر کرنے والوں کے لیے ڈھارس ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ محبوب وہ بندہ ہے جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے اور آپ کے نقش قدم پر چلے۔"۔(32)

*****

حوالہ جات

1۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۹، ص ۳۳۳
2۔القرآن الکریم، سورہ توبہ، آیت ۳۳
3۔المعجم الأوسط للطبرانی، باب العین، من اسمہ : عبد الرحمٰن، حدیث: ۴۸۳۰/دلائل النبوۃ لأبی نعیم الأصبہانی - ذکر فضیلتہ صلی اللہ علیہ وسلم بطیّب مولدہ، حدیث: ۱۴/المطالب العالیۃ للحافظ ابن حجر العسقلانی، کتاب السیرۃ والمغازی، باب اولیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشرف اصلہ، حدیث: ۴۳۰۵)/ابن بابویہ، محمد بن علی (المتوفی: ۳۸۱ھ) "اعتقادات الامامیۃ" (للصدوق)، ناشر: کنگرہ شیخ مفید قم ایران، طبع دوم، سال ۱۴۱۴ھ، صفحہ ۱۱۰/کوفی، فرات بن ابراہیم (المتوفی: ۳۰۷ھ) تفسیر فرات الکوفی، ناشر: مؤسسۃ الطبع والنشر فی وزارۃ الارشاد الاسلامی، تہران ایران، طبع اول ۱۴۱۰ھ صفحہ ۲۹
4۔سورۃ ابراہیم، آیت ۲۴-۲۵
5۔امام فخر الدین رازی: "مفاتیح الغیب"، جلد ۶، صفحہ ۵۲۶، ناشر: دار الاحیا التراث العربی بیروت لبنان، طبع سوم، سال ۱۴۲۰ھ / العروسی الحویزی، عبد علی بن جمعۃ (المتوفی: ۱۱۲۳ھ) تفسیر نور الثقلین، ناشر: اسماعیلیان، قم ایران، طبع چہارم سال ۱۴۱۵ھ جلد ۵، صفحہ ۳۹۲
6۔ نہج البلاغہ خطبہ ۹۲، ص ۲۲۵
7۔ایضا، خطبہ ۹۴، ص، ۲۲۶
8۔الشیخ الصدوق ابن بابویہ محمد بن علی (المتوفی: ۳۸۱ھ) کمال الدین وتمام النعمۃ، ناشر: اسلامیہ تہران، طبع دوم، سال ۱۳۹۵ھ/ابن بابویہ علی بن حسین (المتوفی: ۳۲۹ھ)، "الامامۃ و التبصرۃ من الحیرۃ"، ناشر: مدرسہ الامام المہدی عجّل اللہ تعالی فرجہ الشریف، قم ایران، طبع اول، سال ۱۴۰۴
9۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۲، ص ۷۰-۷۱
10۔ سورۃ المائدہ: آیت ۱۶
11۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۸۹، ص ۴۰۲-۴۰۳
12۔ایضا، خطبہ، ۹۶، ص ۴۳۸-۴۳۹
13۔ ایضا، خطبہ، ۹۶، ص ۴۳۸-۴۳۹
14۔ ایضا، خطبہ ۱۹۰، ص ۴۱۹
15۔ سورہ طہ۔ آیت ۱۳۲
16۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۷، ص ۴۴۱
17۔ ایضا، خطبہ ۹۳، ص ۲۲۶
18۔ ایضا، خطبہ ۱۰۶، ص ۲۴۲
19۔ ایضا، خطبہ ۹۴، ص ۲۲۶
20۔ ایضا، تشریح طلب قول، ۹، ص ۶۹۳
21۔ ایضا، خطبہ ۱۰۷، ص ۲۴۹
22۔ ایضا، خطبہ ۱۵۸، ص ۳۳۱
23۔ ایضا، خطبہ ۱۵۸، ص ۳۳۲
24۔ کلینی، محمد بن یعقوب (الموفی: ۳۲۹ھ)، الکافی، ناشر: دار الکتب الاسلامیۃ، تہران ایران، طبع چہارم، سال ۱۴۰۷ھ جلد ۶، صفحہ ۲۷۰/برقی احمد بن محمد بن خالد (الموفی: ۲۷۴ یا ۲۸۰ھ) المحاسن، ناشر: دار الکتب الاسلامیۃ قم ایران، طبع دوم سال ۱۳۷۱ھ، جلد ۲ صفحہ ۴۷۵) /الحر العاملی الشیخ محمد بن الحسن (المتوفی: ۱۱۰۴ھ)، "وسائل الشیعہ (آلبیت)" ناشر: مؤسسہ آل بیت علیہم السلام لاحیاء التراث قم۔ایران، طبع ثانی ۱۴۰۹ھ، جلد ۲۴، صفحہ ۲۵۱

25-الکافی جلد٦، صفحہ ٢٧١، / طوسی، محمد بن الحسن (المتوفی: ٤٦٠) تہذیب الأحکام، ناشر: دار الکتب الإسلامیہ، تہران ایران، طبع چہارم، سال ١٤٠٧ھ/برقی، احمد بن محمد بن خالد (المتوفی: ٢٧٤ھ یا ٢٨٠ھ) المحاسن، ناشر: دار الکتب الإسلامیۃ، قم ایران، طبع دوم، سال ١٣٧١ھ، جلد ٢، صفحہ ٤٥٧، جلد ٩ صفحہ ٩٣

26- شیخ حر عاملی، محمد بن حسن (المتوفی: ١١٠٤) تفصیل وسائل الشیعۃ الی تحصیل مسائل الشریعۃ، ناشر: مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، قم ایران، طبع اول، سال ١٤٠٩ھ جلد ٥، صفحہ ٥٤/دیلمی، حسن بن محمد (المتوفی: ٨٤١ھ) إرشاد القلوب إلی الصواب، ناشر: الشریف الرضی، قم ایران، طبع اول، سال ١٤١٢ھ، جلد ١، صفحہ ١١٥

27- نہج البلاغہ، خطبہ ١٥٨، ص ٣٣٢

28- ایضا، خطبہ: ١٠٣، ص ٢٣٧-٢٣٨

29- سورۃ آل عمران: آیت ٣١

30- نہج البلاغہ، خطبہ ١٥٨، ص ٣٣٢-٣٣٣

31- ایضا، خطبہ ١٥٨، ص ٣٣٠

32- ایضا، خطبہ ١٥٨، ص ٣٣١